کالے جھنڈوں میں

امام مہدی

کی موجودگی

تحریر:
شیخ ابوداؤد الحسامی حفظہ اللہ

مترجم:
زین العابدین
فاضل: جامعہ دارالعلوم کراچی

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

تخرجُ مِنْ خُراسان رَايَاتٌ سُودٌ لا يَرُدُّها شَيءٌ حَتّى تُنصبَ بِإِيلِيَاءَ
(رواه الترمذي ٢٢٦٩، مسند أحمد ٨٧٦٠)

ترجمہ: خراسان سے کالے جھنڈے نکلیں گے، جنہیں کوئی چیز واپس نہیں کر سکے گی یہاں تک کہ یہ جھنڈے ایلیاء (بیت المقدس) میں نصب کر دیے جائیں گے۔

(1980 کی دہائی میں) خراسان میں موجود کالے جھنڈوں کا ہدف عظیم ہدف تھا، اور وہ ہدف بیت المقدس کی فتح تھی۔

رسول اللہ ﷺ نے اس کی بشارت دی تھی کہ یہ جھنڈے اپنے مقصود تک پہنچ کر رہیں گے چاہے جتنی بھی رکاوٹیں پیش آئیں۔ کوئی رکاوٹ انہیں واپس نہیں لوٹا سکے گی، لہٰذا احادیث میں ان کے ساتھ شامل ہونے کی ترغیب دی گئی ہے، اور یہ شمولیت اسی وقت سے ہو سکتی ہے، جب ان کے خراسان میں اترنے کی شروعات ہو رہی ہوں۔

اس لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِذَا رَأَيتُمُ الرّايَاتِ السُّودَ قَدْ جَاءَتْ مِنْ قِبَلِ خُرَاسَانَ فَأْتُوهَا فَإِنَّ فِيهَا خَلِيفَةَ اللهِ المَهدِيّ.

”جب تم دیکھو کہ خراسان کی جانب سے کالے جھنڈے آچکے ہیں تو ان کے پاس جاؤ کیونکہ ان میں اللہ کے خلیفہ امام مہدی ہیں“

ابو الطفیل سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں فرمایا:

يَا عَامر! إِذَا سَمعت الرَّايَات السُّودَ مُقبلَةً منْ خُرَاسَانَ فَكنت في صنُدُوق مُقفَّل عَلَيك فَاكْسر ذَلك القُفْلَ و ذَلك الصُّنُدُوق حَتّىٰ تُقْتَل تحتَهَا، فَإِنْ لَمْ تَسطِعْ فتدَحرَجْ حَتَّىٰ تُقْتَل تَحتَها. (رواه أبو الحسن علي بن عبد الرحمن بن أبي السرى البكالي في جزء من حديثه، كنز العمال برقم: ٣١٥١٤)

”اے عامر! جب تم سنو کہ خراسان سے کالے جھنڈے سامنے آچکے ہیں، اور تم ایک مقفل صندوق میں بند ہو، تو اس تالے اور صندوق دونوں کو توڑ دو یہاں تک کہ تم اس کے نیچے سے قتل کر دیئے جاؤ، اگر تم ایسا نہیں کر سکتے، تو اس کے نیچے سے لڑھکتے رہو یہاں تک کہ قتل کر دیئے جاؤ“

پس یہاں سے معلوم ہوا کہ کالے جھنڈوں کی انتہا بیت المقدس کی فتح پر ہو گی، جب امام مہدی اسے دارالخلافہ بنا کر خلافت کا تاج پہنیں گے۔ امام مہدی کالے جھنڈوں ہی میں شامل ہوں گے اور وہ انہی میں سے ہوں گے۔ یہ دونوں باتیں ایسی ہیں جو کالے جھنڈوں میں شامل ہونے کی رغبت دلانے کے لیے کافی ہیں۔ (یعنی ان جھنڈوں کا اختتام بیت المقدس کی فتح پر ہو گا اور ان کے قائد امام مہدی ہوں گے)

اللہ تعالیٰ نے اس سانحے کا بھی مشاہدہ کرایا کہ بیت المقدس یہودیوں کے قبضے میں چلا گیا، اور سمندر کی لہروں کی مانند مسلمانوں کی فوجیں عاجز رہ گئیں، اور بیت المقدس کو واپس مسلمانوں کے پاس لانے سے ہاتھ بندھے رہ گئے۔

سالہا سال گزر گئے، بلکہ دہائیاں بیت گئیں لیکن مسلمان عاجزی اور کمزوری کی دلدل میں اور صہیونی سرکشی اور جبر میں دھنستے چلے گئے۔

یہاں تک کہ 1999 کا سال آیا، غیرت و حمیت سے بھرے افغانستان کے پہاڑوں پر کالے جھنڈے لہرانے لگے، امام المجاہدین، مجددِ جہاد شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ کی قیادت میں جنھوں نے مجاہدین کے لیے طرز و طریقہ واضح کیا اور ایک دوٹوک انداز اپنایا، (ان جھنڈوں نے) اپنے اہداف کا اعلان کیا، اور دنیا نے ان کی للکار سنی جب وہ یوں کہہ رہے تھے:

إلى إخواننا في فلسطين! نقولُ لهم: إنَّ دِمَاءَ أبنائِكُم هي دِمَاءُ أبنائنَا، و إنَّ دمَاءكُم هي دماءُنَا، فالدم الدم، والهدْم الهدم، و نُشهِدُ اللهَ العَظِيم أَنَّنَا لَن نَّخْذُلَكم حَتَى يَتِمَّ النَّصْرُ أو نَذُوقَ مَا ذَاقَ حمزَةُ بن عبد المطلب. (رضي الله عنه)

"میں اپنے فلسطینی بھائیوں کو کہتا ہوں: تمہارے بیٹوں کا خون ہمارے بیٹوں کا خون ہے، اور تمہارا خون ہمارا خون ہے، خون کا بدلہ خون ہی ہے، اور انہدام کا بدلہ انہدام ہے۔ ہم عظیم اللہ گواہ بنا کر کہتے ہیں کہ ہم کبھی بھی تمہیں بے یار و مددگار نہیں چھوڑیں گے، یہاں تک کہ ہمیں مکمل فتح نہ ملے یا ہم بھی اس شہادت کا مزہ نہ چکھ لیں جس کا ذائقہ حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ نے چکھا تھا۔"

خراسان کے یہی کالے جھنڈے تھے جن کا ہدف بیت المقدس کی آزادی تھا،(اور حدیث کے مطابق ان جھنڈوں نے وہاں پہنچنا ہی ہے) یہ وہ وعدہ تھا جو ہم سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (ﷺ) نے کیا ہے،اور اللہ اور اس کے رسول سچے ہیں۔

یہ بھی درست ہے کہ عباسی حکومت کے قیام کے وقت بھی ابو مسلم خراسانی کے ہاتھوں کالے جھنڈے نکلے تھے، جن کا مقصد خلافت عباسیہ کا قیام تھا، ان کا ہدف بیت المقدس کی آزادی نہیں تھا کیونکہ اس وقت بیت المقدس مسلمانوں ہی کے پاس تھا، کسی کافر کے قبضے میں نہیں تھا۔

اسی وجہ سے ابو مسلم کے جھنڈے اپنے علانیہ ہدف تک پہنچنے کے بعد ختم ہوگئے، یعنی دمشق کو بنو امیہ سے واگزار کرانا مقصود تھا جو حاصل ہوگیا۔ اور بیت المقدس تک نہیں پہنچے کیونکہ بیت المقدس مقبوضہ علاقہ نہیں تھا کہ اس کی آزادی کی ضرورت پیش آتی۔

لیکن ان کے علاوہ پوری اسلامی تاریخ میں خراسان سے کالے جھنڈے ظاہر نہیں ہوئے، ایک ایسے وقت میں جب مسجد اقصیٰ مکمل طور پر یہودیوں کے قبضے میں ہے۔

پھر ۱۴۰۰ سال بعد خراسان (افغانستان) کے علاقے سے کالے جھنڈے نکل پڑے، اور ان کا ہدف مسجد اقصیٰ ہی تھا، اور مسجد اقصیٰ ابھی تک یہودیوں کے قبضے میں ہے، اس کے باوجود یہ وہ جھنڈے نہ ہوں؟ کیسے ممکن ہے؟

مخلصین نے جب ان کالے جھنڈوں کے بارے میں سنا تو گروہ در گروہ اور الگ الگ یہاں پہنچنے لگے۔ جیسا کہ متنبی کا شعر ہے:

لَا يَسأَلُونَ أَخَاهُمْ حِينَ يَنْدُبُهُم فِي   النَّائِبَاتِ علىٰ مَا قَال بُرهَانًا

”یہ ایسے لوگ ہیں کہ جب ان سے اپنے بھائی کسی مصیبت کے موقع پر فریاد کرتے ہیں، تو یہ اُن سے کسی دلیل کا مطالبہ نہیں کرتے، بلکہ فوراً مدد کرتے ہیں“

اس کے باوجود شیعہ روایات بھی ہیں جو اہلِ سنہ کی روایات کی تائید کرتی ہیں۔

عن أمير المؤمنين الإمام عليّ بن أبي طالب عليه السلام قَال: تُقبلُ رَايَاتٌ مِنْ شَرقِيِّ الأَرض، لَيستْ بِقُطن و لَا كَتَّانٍ و لَا حَرِير، مختَّمَةٌ فِي رُؤُوسِ القَنَا، بِخَاتَمِ السَّيِّدِ الأَكبَر، يَسُوقُهُم رَجُلٌ مِنْ آل مُحَمَّد، يَومَ تَطِيرُ بِالمَشرِقِ يُوجَدُ رِيحُهَا بِالمَغرِبِ كَالمِسكِ الأَذفَرِ، يَسِيرُ الرُّعبُ أَمَامَهَا شَهرًا. (البحار)

”حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ زمین کے مشرقی خطے سے کالے جھنڈے نکلیں گے، جو نہ اونی ہوں گے نہ سوتی اور نہ ریشم کے بنے ہوں گے۔ مہر لگے ہوئے یہ جھنڈے نیزوں کے سروں پر (لہرا رہے ہوں گے) ان پر السیّد الاکبر کی مہر ہو گی۔ آل محمد کا ایک شخص انہیں لے چلے گا۔ جس دن یہ مشرق میں لہرائیں گے تو ان کی خوشبو مغرب میں ایسے محسوس ہو گی جیسا کہ تیز خوشبو دار مشک کی ہوتی ہے، رعب ایک مہینے کی مسافت سے ان جھنڈوں سے آگے آگے ہو گا۔“

اس اثر میں منقول ”السیّد الاکبر“ سے مراد رسول اللہ ﷺ ہیں، اور آپ کی مہر **لا إله إلا الله محمد رسول الله** ہے۔ (افغانستان میں القاعدہ کے) ان جھنڈوں پر یہ مہر اسی خط اور اسی شکل کے ساتھ پائی گئی، جیسا کہ روایت میں بتایا گیا، مشرق میں لہرائے گئے تو مغرب میں ان کی خوشبو محسوس کی گئی، اور رعب بھی ایک مہینے کی مسافت سے پڑا۔ ان جھنڈوں کی خوشبو ان کی شہرت تھی جو پورے عالم میں پھیلی۔

(روایت میں) ہم نے یہ تو سنا کہ (جھنڈوں کا لہرانے والا آل محمد کا ایک شخص ہو گا) لیکن ہم نے حقیقی دنیا میں ان کا لہرانے والا (اسامہ بن لادن) کو سید نہ پایا، نہ ہی یہ معروف ہے کہ آپ کا نسب اہل بیت سے ملتا ہے تو ہم نے یہ جانا گویا رسول اللہ ﷺ یوں فرما رہے ہیں:

أسامة منا آل البيت (جیسا کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہی الفاظ حضور نے ارشاد فرمائے تھے) واللہ اعلم بمراد رسول اللہ۔

اسامہ بن لادن، وہ نام جو احادیث و روایات صدیوں اور نسل در نسل نقل کرتے رہے، اور روایات میں آپ کی نصرت و دعوت کی قبولیت کے وجوب کا حکم بھی نقل ہوتا رہا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

يخرُجُ رجلٌ من وَرَاءِ النَّهرِ يُقَالُ لَه الحَارِثُ بنُ حَرَّاث علىٰ مُقَدِّمَته رجلٌ يُقَالُ لَه المَنْصُور، يُوَطِّئُ أو يُمَكِّنُ لآلِ مُحمَّد كَمَا مَكَّنَتْ قُرَيشٌ لِرَسُولِ الله ﷺ، وجَبَ على كلِّ مؤمِنٍ نَصرُهُ أو قَالَ إِجابَتُه. (أخرجه أبو داود، رقم: ٤٢٩٠)

"ماوراء النہر (خراسان) کے علاقے سے ایک شخص نکلے گا جسے الحارث بن حرّاث کہا جائے گا، اُن کے مقدمہ پر ایک شخص ہو گا جسے منصور کہا جائے گا، یہ شخص آل محمد ﷺ کے لیے اس طرح راستہ ہموار کرے گا جیسا کہ قریش نے رسول اللہ ﷺ کے لیے کیا، ہر مومن پر ان کی مدد کرنا اور ان کی دعوت قبول کرنا واجب ہے۔"

الحارث اور اسامہ دونوں ہی شیر کے نام ہیں، یہ آپ کی شجاعت اور دلیری کی جانب بھی اشارہ کرتا ہے، اور حرّاث ایک لقب ہے جو حضر موت والے شیخ اسامہ رحمہ اللہ کے خاندان کے لیے استعمال کرتے تھے۔

یہ اس خاندان کی تواضع بھی بتاتا ہے جن میں ایسا شیر پیدا ہوا، جب دوسرے مرتبوں والے اور وجاہت رکھنے والے لوگ اس سے پیچھے رہ گئے، لہٰذا الحارث بن حرّاث اسامہ ہی ہیں۔ نبوی پیغامات کا مزاج یہی ہے کہ جب وہ نظروں سے پوشیدہ اور نگاہوں سے دور کسی چیز کی جانب اشارہ کرتے ہیں تو رمز و کنایہ کا لہجہ استعمال کرتے ہیں، انہیں اہلِ استنباط ہی سمجھنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

شیخ اسامہ شہید نے کچھ کارروائیاں کیں، اور اس کے بعد 11 ستمبر کے دلیر شہروں نے تاریخ کا رُخ موڑ دیا، اور حالات کا دھارا پلٹ دیا۔

ان واقعات نے لوگوں کو دو کیمپوں میں تقسیم کر دیا، ایک ایمان کا کیمپ جس میں نفاق نہیں تھا اور دوسرا نفاق کا کیمپ جس میں ایمان نہیں تھا۔

بعض علماء نے گیارہ ستمبر کے واقعات پر یوں اعتراض کیا کہ قحطانی (اسامہ) نے امت پر اپنی رائے مسلط کی، اور ایک ایسی جنگ میں امت کو لا کھڑا کیا جو دشمن کے ساتھ برابری کی نہیں تھی۔ لیکن قحطانی لوگوں کو لاٹھی سے ہانک کر اس جنگ کی جانب لے گیا (جیسا کہ بخاری کی حدیث میں صراحت ہے کہ قحطانی لوگوں کو لاٹھی سے ہانکے گا۔) اور یہاں یہ دوسری پیشن گوئی بھی پوری ہوگئی کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّىٰ يخْرُجَ رجلٌ مِنْ قَحْطَانَ يَسُوقَ النَّاسَ بِعَصَاه. (أخرجه البخاري، رقم: ٣٣٢٩، و مسلم، رقم: ٢٩١٠)

”قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کہ ایک قحطانی شخص نہ نکلے جو لوگوں کو اپنی لاٹھی سے ہانکے گا“

ایک دوسری حدیث میں یوں ارشاد ہے:

إِذَا مَلَكَ العَتِيْقَانِ عَتِيقُ العَرَبِ و عَتِيقُ الرُّومِ كَانَتْ عَلَىٰ أَيديهِمَا المَلَاحِمُ. (أخرجه نعيم بن حماد في كتاب الفتن، رقم: ١٣٢٣، عن عبد الله بن عمرو مرفوعا)

”جب دو آزاد کردہ شخص ایک عربوں کا اور دوسرا رومیوں کا، مالک بن جائیں تو ان کے ہاتھوں خونریز جنگیں ہوں گی“

عربوں کے آزاد کردہ تو شیخ اسامہ تھے اور رومیوں کے آزاد کردہ اوبامہ تھے۔

اس کے بعد روایات نے اپنی توجہ ان لوگوں کے اوپر مرکوز کردی جو الحارث بن حرّاث کے جھنڈے تلے شامل ہوئے۔ تو اس شخص کے حلیے پر بھی واقفیت حاصل ہوئی جس نے بعد میں امام مہدی بننا تھا۔

جی ہاں! امام مہدی یہیں خراسان میں کالے جھنڈوں تلے لڑیں گے، جیسا کہ سیدنا داود علیہ السلام طالوت کے لشکر میں ان کے جھنڈے تلے لڑے۔

آجائیں! اس کے بعد روایت کے الفاظ میں ہم مزید تدقیق سے کام لیں، اور معانی کی وسیع فضاؤں میں کچھ دیر رہ لیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِذَا رَأَيْتُمُ الرَّايَاتِ السُّودَ قَدْ جَاءَتْ مِنْ قِبَلِ خُرَاسَانَ فَأْتُوهَا فَإِنَّ فِيهَا خَلِيفَةَ اللهِ الْمَهْدِيّ. (أخرجه أحمد، رقم: ٢٢٤٤١)

"جب تم دیکھو کہ کالے جھنڈے خراسان سے سامنے آچکے ہیں تو ان کے پاس جاؤ کیونکہ ان میں اللہ کے خلیفہ امام مہدی ہیں"

قَدْ جَاءَتْ مِنْ قِبَلِ خُرَاسَانَ روایت کے الفاظ ہیں۔ یعنی یہ خراسان واپس نہیں لوٹیں گے بلکہ یہ خراسان چھوڑ کر آچکے ہوں گے، اور خراسان پیچھے رہ گیا ہو گا۔ روایات میں یہ مذکور نہیں ہے کہ یہ کون سی جگہ میں اتریں گے۔

حقیقت کی دنیا میں کالے جھنڈے افغانستان سے آئے اور جزیرۃ العرب، یمن اور عراق میں جا اترے۔ یہ ۲۰۰۳ کی بات ہے (جب عراق پر حملہ ہوا اور کالے جھنڈوں والے مجاہدین یہاں پہنچ گئے)

روایت کے مطابق امام مہدی ان لوگوں میں شامل تھے جو خراسان سے آئے۔ آپ کے سامنے دو آپشن تھے؛ عراق اور جزیرۃ العرب۔ تو کیا امام مہدی ارضِ حرمین آگئے یا عراق؟

روایات میں اس جہت کو بھی متعین کر دیا گیا ہے جہاں جانے کی ترغیب نہیں دی گئی، اور وہ عراق ہے۔ چنانچہ حدیث میں ہے:

سَيَصِيرُ الأمرُ إِلىٰ أَنْ تَكُونَ جنُودٌ مُجَنَّدَةٌ؛ جُنْدٌ بِالشَّامِ و جُنْدٌ بِاليَمَنِ و جُنْدٌ بِالعِرَاقِ، فَقَال ابنُ حوَالَةَ: خِرْ لِي يَا رَسُول الله إِنْ أَدرَكتُ ذٰلكَ، فَقَالَ عَلَيكَ بِالشَّامِ فَإِنَّه خِيرَةُ الله مِنْ أَرضه يَجْتَبِي إِلَيه خِيرَتَه مِن عِبادِه، فَإِنْ أَبَيتُم فَعَلَيكُم بِيَمنِكم واسْقُوا مِن غُدُرِكم، فَإِنَّ اللهَ تَكَفَّلَ لِي بِالشَّامِ و أَهلِه. (رواه أحمد، رقم: ١٧٠٤٦)

”معاملہ یہاں تک پہنچ جائے گا کہ آپ لوگ تین لشکروں میں منقسم ہو جائیں گے؛ ایک لشکر شام میں ہو گا، ایک یمن میں اور ایک عراق میں ہو گا۔ اس پر ابن حوالہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اگر میں یہ زمانہ پاؤں تو میرے لیے (ان جگہوں میں سے ایک) منتخب کیجیے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: شام کو لازم پکڑو، کیونکہ یہ اللہ کی زمین میں بہترین جگہ ہے، جس کی طرف وہ اپنے بندوں میں سے بہترین بندوں کو چن کر لاتا ہے۔ اگر تم یہاں جانے سے انکار کرو (جانہ سکو) تو اپنے یمن کو لازم پکڑو، اور اس کے حوضوں سے سیراب ہو جاؤ، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے میرے لیے شام کی کفالت کا ذمہ لیا ہے۔“

یہ جو فرمایا کہ **واسْقُوا مِنْ غُدُرِكُم** ”اس کے حوضوں سے سیراب ہو جاؤ“ غُدر، غدیر کی جمع ہے، جو ایسے حوض کو کہتے ہیں جس میں سیلاب کے ختم ہونے اور بارش رکنے کے بعد پانی جمع ہو جاتا ہے۔ لوگ یہاں آتے ہیں اور اس سے پانی پیتے ہیں۔

اس روایت میں عراق کے لشکر کا ذکر تو ہے لیکن وہاں جانے کی نصیحت نہیں کی گئی ہے، بلکہ شام اور یمن جانے کی نصیحت کی گئی ہے۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ کالے جھنڈے شام میں افغانستان کے راستے داخل نہیں ہوئے بلکہ عراق سے گزر کر شام پہنچے ہیں، اور 2011 کے بعد۔

اس بنیاد پر امام مہدی روایات کے مطابق جزیرۃ العرب تشریف لائے؛

إِذَا رَأَيتُمُ الرَّايَاتِ السُّودَ قَدْ جَاءَتْ مِنْ قِبَلِ خُرَاسَانَ فَأْتُوهَا فَإِنَّ فِيهَا خَلِيفَةَ اللهِ المَهدِيّ. (أخرجه أحمد، رقم: ٢٢٤٤١)

کالے جھنڈے خراسان سے نکلنے کے بعد جزیرۃ العرب اور عراق آ گئے، اور روایات نے عراق کی بجائے شام اور یمن کو پسند کیا، اسی وجہ سے جب کالے جھنڈے ۲۰۰۳ اور اس کے بعد ارضِ حرمین میں جمع ہوئے، یہ یہاں کارروائیاں کرتے رہے یہاں تک کہ ارضِ حرمین (سعودی عرب) میں ان کا خاتمہ ہو گیا، اور انہیں یمن آنا پڑا۔

یہ جھنڈے یمن میں رہے، پھر یہ مختلف فرقوں میں بٹ گئے اور اس دوران الدولہ (داعش) بھی داخل ہوا، جبکہ امام مہدی یمن ہی میں رہ گئے۔ کیونکہ یہ بھی روایات میں بتایا گیا ہے کہ امام مہدی کے خاندان والے چھوٹے بڑے سب کو پکڑا جائے گا، اور اس کی بھی خبر دی گئی ہے کہ آپ یمن کی بستی ”کرعہ“ سے نکلیں گے، اور یہ خبر بھی دی گئی ہے کہ آپ ایک بستی ”جُرش“ سے نکلیں گے۔ اور آپ وہی جھنڈا اٹھائیں گے جو خراسان میں اٹھا کر لہرایا گیا تھا۔ اس پر السیّد الاکبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مہر ہو گی۔ البتہ آپ اس پر مزید ان الفاظ کا اضافہ کریں گے کہ: **البَيعَةُ لِلّٰه** یعنی ہماری بیعت اللہ کے لیے ہے۔

اس کی وجہ یہ بھی ہو گی کہ اس سے پہلے کالے جھنڈوں کا ہدف بیعت بین الرکن والمقام نہیں تھا۔ جبکہ امام مہدی کے جھنڈے کا ہدف ہی یہی ہو گا، لہٰذا آپ یہ الفاظ جھنڈے میں بڑھائیں گے، کیونکہ آپ کا جھنڈا انہی کالے جھنڈوں کا تسلسل ہو گا۔

اسی وجہ سے آپ کا جھنڈا بھی تبھی ظاہر ہو گا جبکہ کالے جھنڈوں میں باہم اختلاف پیدا ہو جائے، اپنا راستہ بھول جائے، ان کی طاقت کمزور پڑ جائے، اور جدوجہد میں وہ طاقت باقی نہ رہے تو ایسے وقت میں امام مہدی کا جھنڈا ہی اٹھے گا، اور آپ کا جھنڈا ہی سب جھنڈوں کے مقابلے میں ہدیات یافتہ جھنڈا ہو گا۔

کالے جھنڈوں کا اصل کام تخریب کا تھا، یعنی انہوں نے باطل کی عمارت کو ویران کر دینے میں اہم کردار ادا کیا۔ جبکہ امام مہدی کا کام اس تخریب کے بعد تعمیر یعنی (قیامِ خلافت) کا ہو گا، اسی وجہ سے بعض روایات میں یوں منقول ہے؛

إِذَا خرجَ اليمَانِيُّ حرمَ بيعُ السِّلَاحِ عَلَى النَّاسِ، و إِذَا خرَجَ اليمَانِيُّ فَانْهضْ إِليه فَإِنَّ رايَتَه أَهدَى الرَّايَاتِ، و لَا يَحِلُّ لِمسُلِمٍ أَن يلْتوِيَ علَيَه، فَمَنْ فعَلَ ذلِك فَهُوَ مِنْ أَهلِ النّارِ.

"جب یمانی کا ظہور ہو جائے تو لوگوں پر اسلحے کی خرید و فروخت حرام ہو جائے گی، اور جب یمانی نکلے گا تو اس کی طرف دوڑ کر جاؤ، کیونکہ اس کا جھنڈا سب جھنڈوں میں ہدایت یافتہ جھنڈا ہو گا۔ اور کسی مسلمان کے لیے یہ حلال نہیں ہے کہ وہ پیچھے ہٹے، جس نے ایسا کیا تو وہ دوزخی ہو گا"

یہ اختصار کے ساتھ وہ بات تھی جسے ہم نے کالے جھنڈوں سے متعلق منقول مختلف روایات سے سمجھا، مخالفین سے ہم پوچھتے ہیں کہ کیا یہ کالے جھنڈے جو افغانستان میں ظاہر ہوئے وہی جھنڈے ہیں جن کی جانب احادیث میں اشارہ کیا گیا ہے یا ابھی ہم ان جھنڈوں کے علاوہ دوسرے جھنڈوں کے منتظر ہیں؟

اور کیا ہم شیخ اسامہ شہید رحمہ اللہ سے بھی افضل کسی اور شخصیت کا انتظار کرتے ہیں جنہیں یہ شرف حاصل ہوا کہ ان کے جھنڈے تلے امام مہدی لڑ چکے ہیں؟ اور کیا ہم مزید دوسرے جھنڈوں کے انتظار میں ہیں جن میں ہمیں وہ ماحول اور فضا ملے جو احادیث و روایات میں بیان کی گئی ہے؟

اگر کوئی یہ اشکال کرے کہ کالے جھنڈوں نے تو بیت المقدس فتح نہیں کیا؟ (تو کیا خبر یہ وہی جھنڈے ہیں یا نہیں؟)

اس پر ہم کہیں گے کہ اگر کالے جھنڈوں کی پہچان اور ان کے پاس پہنچنے کا علم تبھی حاصل ہو جب بیت المقدس فتح ہو اور یہ اپنی غایت اور مقصود تک پہنچ جائیں تو۔۔۔

یہ روایات کا وہ فہم ہے جو ان جھنڈوں کے ساتھ ملنے اور ان میں شامل ہونے کے شرف سے محروم ہونے کا سبب بن سکتا ہے۔ بلکہ یہ تو حدیث نبوی کو اپنے معنی و مضمون سے خالی کر دینے کے مترادف ہے، کیونکہ احادیث نے ان جھنڈوں (والوں) کے پاس جانے کی ترغیب دی ہے چاہے اس کے لیے برف پر رینگنا پڑے۔

امام مہدی یہی (کالا) جھنڈا اٹھائیں گے اور اس پر **البَیعَةُ لله** کے الفاظ کا اضافہ کریں گے۔ اگر ہم ان روایات کو ملا کر غور کریں (تو خلاصہ کچھ یوں بنتا ہے) کہ ایک روایت میں تو یہ خبر دی گئی ہے کہ: "جب خراسان سے کالے جھنڈے نکلیں تو انہیں کوئی چیز لوٹا نہیں سکے گی یہاں تک کہ یہ جھنڈے ایلیاء (بیت المقدس) میں نصب نہ کئے جائیں۔"

اور دوسری روایت میں یوں ارشاد ہے:

"جب یہ کالے جھنڈے خراسان سے سامنے آئیں تو ان کے پاس جاؤ کیونکہ ان میں اللہ کے خلیفہ امام مہدی ہیں۔"(مسند أحمد)

گویا دونوں روایتوں کا مجموعی مضمون یہ بتاتا ہے کہ؛

خراسان سے کالے جھنڈے نکلیں گے، چنانچہ جب تم انہیں دیکھو کہ یہ خراسان کی جانب سے سامنے آچکے ہیں اور۔۔۔۔ خراسان واپس نہیں لوٹے۔۔۔۔۔ تو ان کے پاس جاؤ۔۔۔۔۔ کیونکہ ان میں اللہ کے خلیفہ امام مہدی ہیں۔۔۔۔۔۔ ان جھنڈوں کو کوئی طاقت لوٹا نہیں سکے گی۔۔۔۔۔ یہاں تک کہ یہ بیت المقدس جا کر نصب نہ ہوں۔۔۔۔۔۔ اور بیت المقدس کو فتح نہ کر لیں۔ واللہ اعلم